حقوق بحق مصنف

نظم

اکبری اقبال

[redacted]

مصنفہ

ڈاکٹر شیخ محمد اقبال صاحب ایم - اے - پی - ایچ - ڈی بیرسٹر ایٹ لا لاہور

جسکو

مینجر مرغوب ایجنسی لاہور نے

راجپوت پرنٹنگ ورکس لاہور میں طبع کرایا

1 6 AUG 1971

کلامِ نیرنگ

سیّد غلام بھیک صاحب نیرنگ بی۔ اے پلیڈر پراؤسیکیوٹر انبالہ کا کلام جو
رسالہ مخزن لاہور میں وقتاً فوقتاً چھپتا رہا۔ عرصہ ہوا کہ ایک مجموعہ کی صورت میں
دفتر مخزن سے شائع ہوا تھا۔ وہ ایڈیشن ختم ہو جانے پر دوسرے ایڈیشن کی
ضرورت پڑی۔ اس لئے جناب سیّد صاحب موصوف الصدر سے بحیثیت مصنّف ہونے
کے باقاعدہ اجازت لیکر اب دوسرا ایڈیشن مقبولِ عام تقطیع پر نہایت خوشخط عمدہ
سفید ایوری فنش کاغذ لگا کر چھاپا گیا ہے۔ اس دوسرے ایڈیشن میں اور بھی چند
ایک نظمیں (جو پہلے ایڈیشن میں نہیں) اضافہ ہوئی ہیں۔ نئی بات یہ بھی ہے کہ
مصنّف کا فوٹو بھی دیا گیا ہے۔ نیز مصنّف کی نظر ثانی ہو کر یہ مجموعہ چھپا ہے۔
قیمت علاوہ محصول ڈاک آٹھ آنے ہے۔ ۸ر

مینجر مرغوب ایجنسی لاہور سے منگائیے

علاوہ ازیں اور بہت سی قومی نظمیں قابل شعرا کی مختلف ڈیزائن اور ایک سائز پر مل سکتی ہیں

[redacted] اکبری اقبال

انجمن حمایتِ اسلام لاہور کے انتیسویں (۲۹) سالانہ جلسے میں جناب ڈاکٹر شیخ محمد اقبال صاحب ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی بیرسٹر ایٹ لا لاہور نے لسان العصر سید اکبر حسین صاحب پنشنر جج الٰہ آبادی کے رنگ میں (بصدارت نواب ذو الفقار علیخاں صاحب) ذیل کی نظم پڑھی اور اس نظم کا عنوان "اقبال گرگ" رکھا تھا۔

پریسیڈنٹ جلسہ جناب نواب ذو الفقار علیخاں صاحب نے اپنی پر معنی ابتدائی تقریر میں ڈاکٹر صاحب موصوف کو شیکسپیئر اور سعدیؒ سے تشبیہ دیتے ہوئے فرمایا کہ "اگر یہی اقبال ولایت میں ہوتا تو اس کی قدر و منزلت شیکسپیئر سے بھی بڑھی ہوتی۔ مگر افسوس کہ ہمارے اہلِ ملک اس کی قابلیتِ تامہ سے کم آشنا ہیں۔ اس کی دنیوی زندگی کے بعد معلوم ہوگا کہ اقبال کیا چیز تھا۔"

ڈاکٹر صاحب اس دفعہ بوجہ مصروفیتِ کاروبار (انجمن کیلئے) کوئی نظم

پیشتر تیار نہ کر سکے۔ لیکن اراکینِ انجمن کے بار بار اصرار سے صرف
دو تین دن پہلے جلدی میں اپنے چند خیالات کو منظوم کرنا شروع کیا۔
اس لئے آپ نے جلسہ میں نظم پڑھنے سے پہلے تمہیداً فرمایا کہ "یہ
چند پکوڑے ہیں جو پبلک کی ضیافتِ طبع کے لئے پیش کرتا ہوں۔
بعض تازے۔ اور بعض تو اِن میں ۲۴ گھنٹہ کے تلے ہوئے ہیں۔ مگر
بعد اِن پکوڑوں کے ایک تر لُقمہ بھی ہوگا"۔

اس اکبری رنگ کے کلام کو قوم کے اکثر افراد نے پسندیدگی
کی نگاہ سے دیکھا اور قبولیت کے کانوں سے سُنا اور تحسین کی
زبان کو حرکت دی۔

اس نظم کے اشعار سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ڈاکٹر اقبال اکبری
رنگ کی جھلک دکھانے پر بھی کس قدر قادر ہیں۔ آپ کے اس نئے رنگ
پر حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب نے ذیل کی تمہید تسطیر فرمائی اور خواجہ صاحب نے
ہی اس نظم کا عنوان **اکبری اقبال** موزون فرمایا:۔

فضل الٰہی (مرغوب رقم)

IQBAL ACADEMY KARACHI PAKISTAN

تمہید

از قلم

(حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی)

یَا مُعِینُ هُوَالْکُلّ ۷۸۶

لاہور میں سیالکوٹ کے رہنے والے ایک آدمی رہتے ہیں جن کا نام **محمد اقبال** ہے۔ اور ڈاکٹر ہے۔ اور بیرسٹر ہے۔ اور پی۔ ایچ۔ ڈی ہے۔ وہ شعر گاتے ہیں۔ شعر بجاتے ہیں۔ اور موقع پاتے ہیں تو شعر پیدا بھی کر لیتے ہیں۔

میں نے اُن کو آدمی اِس ڈر سے کہا کہ جو لوگ آدمیت کی عینک لگائے ہوئے ہیں اور اقبال

اُن کو آدمی ہی نظر آتے ہیں کہیں وُہ مجھ سے ثبوت نہ مانگ بیٹھیں - ورنہ میں اقبال کو پیکرِ خاک نہیں سمجھتا - اور اُن کے پُتلے کو آدم زاد نہیں جانتا - ممکن ہے کہ وُہ بشر ہوں - مگر اُن کی بشریت فقط اُن کے بیوی بچوں یا اُن کے لئے مبارک ہو جو اُن کو گورا چٹا مونچھوں والا عقلمند پروفیسر و بیرسٹر کہتے ہیں -

مَیں نے پروفیسر اقبال کو بھی دیکھا ہے - اور ڈاکٹر اقبال کو بھی سیالکوٹی اقبال کو بھی اور لاہوری اقبال کو بھی - یورپین اقبال کو بھی دیکھا ہے اور لندنی اقبال کو بھی مگر کبھی آدمی نہیں پایا - وُہ ازل سے حیوان ہیں - اور حیاتِ ابدی کے نشان ہیں - ہندوستان

کے آدمی حیوان کے لفظ کو مکروہ جانتے ہیں مگر مَیں اِس لفظ میں وُہ جان پاتا ہُوں جو ہند کے کسی اِنسان میں نہیں۔

برسات میں مکھّیاں اور پروانے دونوں پیدا ہوتے اور دونوں جاندار کہلاتے ہیں۔ مگر ایک آدمی کو ستاتا ہے۔ اور مگس بیحیا کا نام پاتا ہے اور دُوسرا شمع کے رُخ پر قُربان ہوجاتا ہے اور عبرت ڈھونڈھنے والوں کو صبح کے وقت اپنی لاش دِکھا کر رُلاتا ہے۔

اِقبال بھی ایک پروانہ ہے جو اَن دیکھی شمع کا دیوانہ ہے۔ مکھّیاں اس کے اشعار کو مٹھاس سمجھ کر چاٹتی ہیں اور پروانے شعلہ سمجھکر قُربان ہونے آتے ہیں۔

اِقبال ہمیشہ آسمان پر اُڑتے ہیں۔ زمین پر کبھی آنا

ہوتا ہے تو اُس زمین میں جو آسمان سے زیادہ دُور ہوتی ہے۔ اِس لئے وُہ لوگ جن کے پاس ہوائی جہاز نہیں ہیں یہ کہتے رہ جاتے ہیں کہ اقبال کہاں ہیں؟ ہم اُن تک کیونکر پہنچیں؟

ایک دِن بھری سبھا کے اندر اقبال زمین پر آئے اور چند جُملے اُن کی زبان میں سُنائے جو زمانہ کی زبان کہلاتے ہیں جن کا نام اکبر ہے۔ جو الٰہ آباد میں بیٹھ کر اللہ کی آبادیاں بساتے ہیں۔ اکبر کے ہم زبان ہوکر بولنا آسان بات نہیں ہے۔ اکبر اشاراتِ ربانی کے حامل ہیں۔ اکبر کو گویا کرنے والا پہلے آنکھ سے دکھاتا ہے پھر قلم سے لکھواتا ہے۔ اکبر کی ہر بات زمین آسمان کو ایک کر دیتی ہے۔ ہر قول وُہ وجود لیکر آتا ہے جسکو انگریزی میں کیرکٹر کہتے ہیں۔ اکبر نے اُس دھوپ میں بال سفید کئے ہیں جس نے اسلامی سلطنت کا باغ خشک کر دیا۔

اقبال نے اکبری زبان میں جو کچھ کہا وُہ اکبری اقبال ہے۔ خلقت اُس کو دیکھتی ہے کہ اقبال نے کس حد تک اکبری روش کو نباہا ہے۔ اور اکبر کی طرح کیونکر تنگ قافیوں کو کشادہ کیا ہے مگر دیکھنا یہ تھا کہ زمانہ اکبر کی زبان میں بولتے بولتے اب اقبال کی زبان میں بھی آیا ہے۔ خُدا خیر کرے دیکھئے اِن حروف کے پردہ سے کیا نکلنے والا ہے ہندوستان کی بیقراری میں کام کی باتیں درکار ہیں جن میں نتائج ہوں۔ اور چلنے کے لئے راستہ ہو۔ عبرت کے لئے دِل خوش کُن آگاہی و تنبیہ ہو۔ اکبر و اقبال کا ابتدا سے یہی شیوہ رہا ہے۔ مگر اقبال نے اَور طریق سے کہا اور اکبر نے اور پیرائے سے۔ اِس نظم میں جو مُنشی مرغوب رقم صاحب کے ذریعہ شائع ہوتی ہے اقبال نے اکبری نقش قدم پر پاؤں اُٹھایا ہے۔ اور حق یہ ہے کہ مضبوطی سے ہر نشان پر پاؤں جمایا ہے۔

مجھ سے کہتے ہیں کہ مَیں اس نظم پر وُہ لکھوں جسکو لوگ ریویو کہتے ہیں۔ مگر مَیں پُوچھتا ہُوں کہ بہتے ہوئے دریا کی روانی کو اِس کی کیا ضرورت ہی کہ دُوسرا اُس کے تیز بہاؤ کی حقیقت پر لکچر دے۔ مَوجیں مارنے والا سمندر جب خود نظر آتا ہے تو کسی کا یہ کہنا کہ کُشتیاں چکرائیں گی، سواریوں کو چکر آئینگے، بادل اُٹھیں گے، اور زمین پر مینہ برسائینگے" فضول ہی۔ جاننے والے خود جانتے ہیں کہ یہ طُوفان کسی موسم کی خبر دیا کرتا ہے۔ اِس واسطے مَیں اِس نظم کے مُتعلق کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ اور نہ کہنا ہی اِس کی اعلیٰ شان کی دلیل ہے ✢

حسن نظامی

نظم

مشرق میں اُصولِ دین بنجاتے ہیں
رہتا نہیں ایک بھی ہمارے پلّے
مغرب میں مگر مشین بنجاتے ہیں
واں ایک کے تین تین بنجاتے ہیں

لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی
رَوِشِ مغربی ہے مدِّ نظر
یہ ڈراما دکھائے گا کیا سین؟
ڈھونڈھ لی قوم نے فلاح کی راہ
وضعِ مشرق کو جانتے ہیں گُناہ
پردہ اُٹھنے کی منتظِر ہے نگاہ

شیخ صاحب بھی تو پردے کے کوئی حامی نہیں
مُفت میں کالج کے لڑکے اُن سے بدظن ہو گئے
وعظ میں فرما دیا کل آپ نے یہ صاف صاف
"پردہ آخر کس سے ہو جب مرد ہی زن ہو گئے"

یہ کوئی دِن کی بات ہے۔ اَے مردِ ہوشمند!
غیرت نہ تجھ میں ہوگی۔ نہ زن اوٹ چاہے گی
آتا ہے اب وُہ دَور۔ کہ اَولاد کے عوض
کونسل کی ممبری کے لئے ووٹ چاہے گی

اِنساں ہوئے مہذب لیکن مزہ تو یہ ہے
جنگل میں کہہ رہی تھی ہاتھی سے۔ کل یہ ہتنی!
"تقریر کو کھڑی ہو۔ کلّو میاں کی بیوی
پردھان ہو سبھا میں بنسی کی دھرم پتنی"

ہر محکمے میں عُہدے تقسیم ہوں برابر
خُفیہ پولس میں جب بے حد ہو گئے ہیں قائم

ہوتی نہیں ہے ہمکو جنگ و جدل سے سیری
ہندو ہیں ہیڈ افسر مُسلم ہیں آنریری

تعلیم مغربی ہے بہت جرأت آفریں
پہلا سبق ہے۔ بیٹھ کے کالج میں مارڈینگ
بستے ہیں ہند میں جو خریدار ہی فقط،
آغا بھی لے کے آتے ہیں اپنے وطن سے ہینگ
میرا یہ حال۔ بوٹ کی ٹو چاٹتا ہوں میں
اُن کا یہ حکم دیکھ ! مرے فرش پہ نہ رینگ
کہنے لگے کہ اُونٹ ہے بھدّا سا جانور
اچھی ہے گائے۔ رکھتی ہے کیا نوکدار سینگ

کہی اچھی نقیبِ انجمن نے	وُہ سمجھے گا اِسے جو کار داں ہے
خدا واحد ہے دو ناظم ہیں اپنے	دو عملی میں ہمارا آشیاں ہے

دستور تھا کہ ہوتا تھا پہلے زمانہ میں
مُلّا کا محتسب کا۔ خدا کا۔ نبی کا ڈر
دو خوف رہ گئے ہیں ہمارے زمانہ میں
مضمون نگار بیوی کا۔ سی آئی ڈی کا ڈر

کچھ غم نہیں جو حضرتِ واعظ ہیں تنگدست
تہذیب کے تو سامنے سر اپنا خم کریں
ردِّ جہاد میں تو بہت کچھ لکھا گیا
تردیدِ حج میں کوئی رسالہ رقم کریں

وفاداراں سہ قسم اند۔ ار بدانی
زبانی اند و نانی اند و جانی
زبانی را ز منصب عزتے دِہ
زمینے بر سرِ نہرے بنانی
اگر باغی بخواند دیگراں را
بباید ز آستاں اورا برانی
وگر ذوقِ ملاقاتِ تو دارد
جوابش دہ بلفظِ لن ترانی
وفاداراں جانی را بدست آر
اگر خواہی زجانی جاں ستانی

جنابِ شیخ کو پلواؤ خاص لندن کی
عجیب نُسخہ ہے یہ خود فراموشی کیلئے

ہمارے حق میں تو جینا بتر ہی مرنے سے
جو زندہ ہیں تو فقط آپکی خوشی کیلئے

ہُوا میں جینے سے بیزار جب۔ تو فرمایا
"کہاں سے لاؤ گے بندوق خودکشی کیلئے"

تہذیب کے مریض کو گولی سے فائدہ
دفعِ مرض کے واسطے پل پیش کیجئے!

تھے وُہ بھی دن کہ خدمتِ اُستاد کے عوض
دل چاہتا تھا ہدیۂ دل پیش کیجئے!

بدلا زمانہ ایسا کہ لڑکا پس از سبق
کہتا ہے ماسٹر سے کہ "بل پیش کیجئے!"

انتہا بھی اس کی ہے آخر خریدیں کب تلک
چھتریاں رُومال مفلر پیرہن جاپان سے
اپنی غفلت کی یہی حالت اگر قائم رہی
آئیں گے غسّال کابُل سے کفن جاپان سے

ہم مشرق کے مسکینوں کا دِل مغرب میں جا اٹکا ہے
واں کنٹر سب بلّوری ہیں یاں ایک پُرانا مٹکا ہے
اِس دَور میں سب مٹ جائینگے ہاں! باقی وُہ رہجائے گا
جو قائم اپنی راہ پہ ہے اور پکّا اپنی ہٹ کا ہے
اَے شیخ و برہمن! سُنتے ہُو کیا اہلِ بصیرت کہتے ہیں؟
گردُوں نے کتنی بلندی سے اِن قوموں کو دے پٹکا ہے
یا باہم پیار کے جلسے تھے، دستُورِ محبّت قائم تھا
یا بحث میں اُردو ہندی ہے، یا قُربانی یا جھٹکا ہے

ترجمہ

کبھی اے نوجواں مسلم! تدبر بھی کیا تو نے؟
وہ کیا گردوں تھا؟ تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا!
تجھے اس قوم نے پالا ہے آغوشِ محبت میں
کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں سے تاجِ سرِ دارا!
تمدن آفریں، خلاقِ آئینِ جہانداری
وہ صحرائے عرب، یعنی شتربانوں کا گہوارہ
سماں اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ کا رہا شانِ امارت میں
بہ آب و رنگ، خال و خط چہ حاجت روئے زیبا را!
غرض - میں کیا کہوں تجھ سے! کہ وہ صحرا نشیں کیا تھے؟
جہانگیر و جہاندار و جہانبان و جہاں آرا،

تجھے آبا سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی،
کہ تو گفتار، وہ رفتار، تو ثابت، وہ سیارا
گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا
حکومت کا تو کیا رونا کہ وہ اک عارضی شے تھی
نہیں دنیا کے آئینِ مسلّم سے کوئی چارہ
مگر وہ علم کے موتی - کتابیں اپنے آبا کی ،
جو دیکھو ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارہ
غنی! روزِ سیاہِ پیرِ کنعاں را تماشا کن!
کہ نورِ دیدہ اش روشن کند چشمِ زلیخا را

اقبال

13413
THE IQBAL ACADEMY KARACHI [redacted] PAKISTAN

اشعار ذیل نتیجۂ طبع مولوی محمد الدین صاحب پروفیسر اورینٹل کالج لاہور

اشعار کہ در مدحت **اقبال** نوشتم
زرہا سوی کان بردم و دُرہا سوی دریا

مرا ذیب خطابے بود با گردون مینائی ۔ کہ اے! از دفتر حکمت ترا صد گونہ دانائی
بگو! آن کیست؟ در ہستی کہ مثلش نیست در عالم ۔ نہ از امکان بود حظے ۔ نصیبے نے رسیدائی
کسے کاندر جہان دولت و اقبال دانش را ۔ ہمی فتوی دہد مفتی دوران بہر یکتائی
کسے کو چون در آید ز نکات حکمت آموزی ۔ فلاطون تہ کند زانو بہ پیشش بہر دانائی
ز حلم کوہ سنگینش زمین در ناتوانیہا ۔ ز عزم با توان او بگردون صد توانائی
کند در مصر دولت یوسفی زان ہا ہزاران ناز ۔ کہ دارد آسمان با ذات او ہر دم زلیخائی
چو او فرزند نامی نیست یک آبائے علوی را ۔ کہ از ذاتش و عالم راست صد نیرنگ زیبائی
زمین با آسمان گوید کہ خاک آستانش شو ۔ اگر خواہی کہ از بیہودہ گردیہا بر آسائی
فلک را جوہر اول ہمی گوید کہ اے باہوش! ۔ ہمان بہتر کہ بر خاک در او جبہ را سائی
ازان بر ہستی او پیر گردون نازشے دارد ۔ کہ از ذات او از سر یافت علم و عمل و دانائی
چو بحرے زین محامد بر شمردم گفت گردون ہم ۔ چو میدانی بتجاہل را چرا ہان کار فرمائی
تو مصداق محامد جوئی و دانستہ می پرسی ۔ مگر با دانش و فرہنگ بس مدہوش و سودائی"
دگر خواہی کہ نامش بر زبان رانم ہمی گویم ۔ کہ ہست او ڈاکٹر **اقبال** مولائی و آقائی

خمش مختار در مدحش زدن لب ست و پا تا کے
کہ زین گرداب حیرانی برون نائی برون نائی

IQBAL ACADEMY
KARACHI
[redacted]

شمعِ محفل

یہ مجموعہ ہے اُن بے نظیر نعتوں کا جن کا ایک ایک شعر چوٹی کا شعر کہلانے کا اِستحقاق رکھتا ہے۔ بھرتی کا شعر ایک بھی نہیں ہے۔ شعرائے سابق و حال کا مقبول اور منتخب کلام جمع کیا گیا ہے۔ دعویٰ ہے کہ اِس جیسا ہمہ صفت موصوف مجموعہ کہیں نہ ملیگا اِس مجموعہ میں عربی۔ فارسی۔ اردو۔ پوربی۔ پنجابی زبان کی عمدہ عمدہ نعتیں اتنی ترتیب سے درج کی گئی ہیں۔ صحت لفظی کا خیال بدرجہٗ کمال رکھا گیا ہے۔ نعت خواں اصحاب خصوصاً و دیگر کلمہ گو اُمت عموماً دستِ خریداری بڑھائیں اور اِس شمع توصیف سے محفلِ تحبیب کو نورانی بنائیں۔ یہ پہلا حصہ اچھے کاغذ پر نہایت خوشخط چھاپا گیا ہے۔ اِسی خصوصیت سے اور بھی چار حصے چھپیں گے۔ اور ہر حصے کی قیمت پانچ آنے ہوگی ٭ قیمت ۵ر

مینجر مرغوب ایجنسی لاہور سے طلب کیجئے